عاشوراء کے روزے کی ابتداء کیسے ہوئی؟
اور عاشوراء کا روزہ کب رکھا جائے؟

مُحَرَّم

از قلم: حافظ محمد شاھد حیدر آبادی

یومِ عاشوراء دراصل عشر سے ماخوذ ہے۔ عاشورہ دس (۱۰) محرم کو کہتے ہیں، جیسا کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: ((عاشوراء یوم العاشر)) ''عاشوراء (ماہِ محرم کا) دسواں دن ہے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۵۹۴۳، اس سند کو حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے صحیح کہا ہے، ماہنامہ اشاعۃ الحدیث، شمارہ ۱۲۳ ص ۲۸)

اور جمہور کے نزدیک بھی یوم عاشوراء سے مراد ماہِ محرم کا دسواں دن ہی ہے۔ جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وذهب جماهير العلماء من السلف والخلف إلى أن عاشوراء هو اليوم العاشر من المحرم وممن قال ذلك سعيد بن المسيب والحسن البصري ومالك وأحمد وإسحاق وخلائق وهذا ظاهر الأحاديث ومقتضى اللفظ» سلف و خلف میں جمہور علماء جن میں سعید بن مسیّب، حسن بصری، مالک، احمد، اسحاق رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ شامل ہیں، (یہ سب) اس طرف گئے ہیں کہ عاشوراء دس محرم کو کہا جاتا ہے۔'' (شرح صحیح مسلم للنووی: ۸/ ۱۲)۔''

عاشوراء کے روزے کی ابتداء کیسے ہوئی؟

نبی ﷺ مکہ میں عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے اور قریش مکہ بھی اس ایک دن روزہ رکھتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری (۲۰۰۲) میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ: «كان يوم عاشوراء تصومه قريش في الجاهلية، وكان رسول الله ﷺ يصومه، فلما قدم المدينة صامه، وأمر بصيامه....» دور جاہلیت میں قریش بھی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہاں بھی عاشوراء کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورِ جاہلیت میں بھی قریش مکہ بھی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے اور نبی ﷺ بھی اس کا اہتمام کرتے تھے۔

یہاں پر بعض لوگوں کو یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے اور یہود کو اس دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ نے ان سے سوال کیا تو جواب یہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن موسیٰ علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا، لہٰذا شکرانے کے طور پر ہم یہ روزہ رہتے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔ (اس کی آگے تفصیل آرہی ہے)۔ اس حدیث سے بعض حضرات یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ عاشوراء کے روزے کی ابتداء مدینے میں یہود کو دیکھ کر ہوئی۔ اور آپ نے یہیں سے عاشوراء کا روزہ رکھنا شروع کیا۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ بلکہ ہم نے صحیح بخاری کی حدیث نقل کر دی ہے کہ مدینہ

کے اس واقعے سے پہلے بھی نبی ﷺ یہ روزہ رکھتے تھے۔
اب یہاں پھر سے ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ قریش مکہ یہ روزہ کیوں رہتے تھے ؟اور نبی ﷺ بھی یہ روزہ کیوں رکھتے تھے ؟
اس سوال کے جواب میں شیخ محمد ارشد کمال حفظہ اللہ نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور امام قرطبیؒ رحمہ اللہ کے اقوال کو اپنی کتاب میں نقل کیا۔ میں یہاں قدرے اختصار کے ساتھ وہ دو اقوال یہاں نقل کر رہا ہوں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ) کہتے ہیں: ''عاشوراء کے دن قریش کا روزہ رکھنا، ممکن ہے کہ انھوں نے اسے سابقہ شریعت سے اخذ کیا ہو،اسی لیے وہ اس کی تعظیم کرتے ہوئے کعبہ کو غلاف بھی پہناتے تھے۔'' (فتح الباری: ۳۱۲/۴)۔
اسی طرح امام قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قریش کے روزہ رکھنے کا سبب شریعت ابراہیمی میں اس کا وجود بھی ہو سکتا ہے اور آپ ﷺ نے اس وجہ سے روزہ رکھا کہ اعمال ضیر مثلاً حج وغیرہ میں آپ ان کی موافقت کرتے تھے یا پھر اللہ تعالیٰ نے بعد از نبوت آپ کو اس فعل خیر ہونے کی وجہ سے اجازت دی ہو۔ ہجرت کے بعد جب یہود کے بھی روزہ رکھنے کی بابت علم ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ان کے استیلاف کی خاطر روزہ رکھنے کا حکم دیا جس طرح قبلے کے مسئلے میں ان کی موافقت تھی، بہر حال یہ بات طے شدہ ہے کہ ان کی اقتدا کی وجہ سے عاشوراء کا روزہ نہیں رکھا کیوں کہ یہ روزہ تو آپ پہلے بھی رکھتے تھے۔''
(فتح الباری: ۳۱۴/۴، دیکھیے: کتاب: اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ص ۳۷، ۳۶، از محمد ارشد کمال)

معلوم ہوا کہ یہ روزہ سابقہ سچے دین کی باقیات میں سے تھا۔ جس پر آپ ﷺ عمل فرما رہے تھے۔
خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں عاشوراء کا روزہ رہتے تھے، پھر جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو اہل کتاب کو دیکھا کہ وہ بھی عاشوراء کا روزہ رہتے ہیں۔ تو آپ نے ان سے اس دن کو روزہ رکھنے پر سوال کیا۔ اہل کتاب کا جواب سن کر آپ ﷺ نے مدینہ میں بھی عاشورہ کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ حدیث ملاحظہ ہو:
سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ «ما هذا اليوم الذي تصومونه؟» یہ کیا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ''یہ ایک عظیم دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے (اللہ کا) شکر بجالاتے ہوئے اس کا روزہ رکھا، لہذا ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: «فنحن أحق وأولى بموسى منكم» ''تمہارے مقابلے میں ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادہ حق اور زیادہ قریبی تعلق رکھنے والے ہیں۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم: ۱۱۳۰، نسخہ دار السلام: ۲۶۵۸)

مکہ میں تو آپ ﷺ اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے، جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ اس دن کی تعظیم تو یہود و نصاریٰ بھی کرتے ہیں؟ (پھر تو یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہو جائے گی)۔ جیسا کہ:
سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزے

کا حکم فرمایا(تو صحابہ کرام نے) عرض کیا: «يا رسول الله! إنه يوم تعظمه اليهود والنصارى.» اے اللہ کے رسول ﷺ! اس دن تو یہودی اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ «فإذا كان العام المقبل إن شاء الله صمنا اليوم التاسع» ''جب آئندہ سال آئے گا تو ان شاء اللہ ہم نویں تاریخ کا (بھی) روزہ رکھیں گے۔'' راوی نے کہا کہ ابھی آئندہ سال نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ (صحيح مسلم ح١١٣٤، نسخه دار السلام ح:٢٦٦٦)۔

اگلی روایت میں یوں الفاظ آئیں ہیں: «لئن بقيت إلى قابل لأصوم التاسع» ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو لازماً نویں تاریخ کا (بھی) روزہ رکھوں گا۔'' (صحيح مسلم: ١١٣٤، نسخه دار السلام:٢٦٦٧)۔

آپ ﷺ نے اپنی حیات کے آخری دور میں اس بات کا پختہ ارادہ فرمالیا تھا کہ آئندہ سال صرف دس محرم کا روزہ ہی نہیں بلکہ عاشوراء کے روزہ کے ساتھ نو (٩) تاریخ کو ملائیں گے (یعنی ماہِ محرم کے دو روزے ٩ اور ١٠) تاکہ اس سے اہل کتاب کی مخالفت ہو جائے۔ آپ کا یہ عزم ہمارے لیے سنت بن گیا، گرچہ نبی ﷺ اسے عملی جامہ نہ پہنا سکے اور اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ فداہ أبي وأمی!

عاشورہ کا روزہ محرم کی نو (٩) تاریخ کو رکھنا چاہیے یا دس (١٠) تاریخ کو؟

کچھ لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ حدیث میں صرف ماہِ محرم کی نو (٩) تاریخ کے روزے کا ذکر ہے، لہذا دس (١٠) محرم کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ صرف نو (٩) کا رہنا چاہیے۔ اور ان حضرات کے دلائل یہ ہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا: «لئن بقيت إلى قابل لأصوم التاسع» ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو لازماً نویں تاریخ کا روزہ رکھوں گا۔'' (صحيح مسلم: ١١٣٤، نسخه دار السلام:٢٦٦٧)۔

اسی طرح ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے: حکم بن اعراج بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا... میں نے ان سے کہا: مجھے عاشورہ کے روزے کے بارے میں بتائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب محرم کا چاند دیکھ لو تو (دن) شمار کرو اور نویں تاریخ کی صبح روزے کی حالت میں کرو۔ میں نے پوچھا: رسول ﷺ اس دن کا روزہ ایسے ہی رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔- (صحيح مسلم: ١١٣٣، نسخه دار السلام: ٢٦٦٤)۔

صرف نو محرم ہی کو روزہ رکھنے والے حضرات ان احادیث کو دلیل بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ گرچہ نبی ﷺ عاشوراء کا روزہ دس محرم کو رکھتے تھے، لیکن مدینہ تشریف لانے کے بعد صحابہ کے کہنے پر کہ اس دن تو یہود و نصاریٰ بھی تعظیم کرتے (ہوئے روزہ رکھتے) ہیں، تو آپ ﷺ نے اہل کتاب کی مخالفت میں صرف نو تاریخ کا روزہ رہنے کا عزم کر لیا تھا۔ کیوں کے دس محرم کا روزہ رکھنے سے اہل کتاب کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ اور مذکورہ حدیث کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ عاشورہ کا روزہ صرف ٩ تاریخ کو رکھنا چاہیے اور آپ نے یہ بھی وضاحت کر دی کہ صرف ٩ تاریخ کو ہی روزہ رکھنا مسنون ہے۔

لیکن یہ موقف غلط ہے۔ نبی ﷺ کے اس فرمان مبارک (جب آئندہ سال آئے گا تو ان شاء اللہ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے) کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ نبی ﷺ دس تاریخ کے بجائے ٩ تاریخ کا روزہ رکھنا چاہتے تھے۔ بلکہ اس فرمانِ مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ ہم دسویں تاریخ کے ساتھ نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ کیوں کے نویں تاریخ کے روزے کا اعلان محض یہود و نصاریٰ

کی مخالفت کی بنا پر کیا گیا تھا۔ اگر آپ نویں تاریخ کا اعلان نہ کرتے اور یہود کی مشابہت کے خدشے سے یا ان کی مخالفت میں دسویں کا روزہ ترک کر دیتے تو صومِ عاشوراء کی فضیلت یوں ہی ضائع ہو جاتی اور امت اس عظیم دن کے ثواب سے محروم رہ جاتی۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: «إن عشت إن شاء الله إلى قابل صمت التاسع، مخافة أن يفوتني يوم عاشوراء» "اگر آیندہ سال تک زندگی ہوئی تو میں ان شاءاللہ ۹ محرم کو روزہ رکھوں گا، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں مجھ سے یومِ عاشوراء (کے روزے کی فضیلت) فوت نہ ہو جائے۔" (المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۰۸۱۷، اس سند کو حافظ ندیم ظہیر نے حسن کہا ہے، ماہنامہ اشاعۃ الحدیث، شمارہ ۱۲۳ ص ۲۹)

اس حدیث سے واضح ثابت ہو گیا کہ یومِ عاشوراء دس محرم ہی کو ہے، ۹ کو نہیں۔ اور نبی ﷺ کا نویں تاریخ کا اعلان کرنے کا مقصد بھی واضح ہو گیا کہ آپ دس محرم کے ساتھ نویں تاریخ کو ملا کر اہل کتاب کی مخالفت کرنا چاہتے تھے۔ جو حضرات کا یہ دعویٰ تھا کہ عاشوراء کا روزہ آپ نے دسویں کے بجائے نویں تاریخ کو رکھنے کا ارادہ کیا، وہ باطل ٹھہرا، کیوں کہ اگر عاشورہ کا روزہ آپ نے نویں تاریخ کو رکھنے کا ارادہ کیا ہوتا تو پھر مذکورہ حدیث میں نبی ﷺ کا عاشوراء کا دن فوت ہونے کا خدشہ ظاہر کرنے کا کیا معنیٰ؟ کیوں کے دراصل آپ ﷺ نے یہ خدشہ اس وجہ سے ظاہر کیا کہ اگر ۹ کا روزہ نہیں رکھیں گے تو لازماً دس محرم (یعنی عاشوراء) کا روزہ یہود کی مخالفت میں ترک کرنا پڑے گا۔

ہمارے بعض حضرات صحیح مسلم کے جن روایات کو پیش کر کے صرف 9 تاریخ کو روزہ رکھنے پر ابھار رہے ہیں، تو عرض ہے کہ ان روایات کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔ آیئے انہی کا فتویٰ اس مسئلہ میں ملاحظہ ہو:

عاشوراء کے روزے سے متعلق سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «خالفوا اليهود وصوموا التاسع والعاشر» "یہود کی مخالفت کرو اور نو اور دس (محرم کو) روزہ رکھو۔" (المصنف عبد الرزاق: ج٤ص ۲۸۷ ح۷۸۳۹، والسنن الكبري البيهقي: ج٤ص ۲۸۷ ح۸٤٠٤ وإسناده صحيح)۔

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اور حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھیے: ماہنامہ الحدیث، شمارہ ۲۱ ص ۷، مقالات الحدیث، تحقیق و نظر ثانی: حافظ زبیر علی زئی ص ۶۲۵)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (م ۲۷۹ھ) کہتے ہیں:

«واختلف أهل العلم في يوم عاشوراء فقال بعضهم: يوم التاسع، وقال بعضهم: يوم العاشر، وروي عن ابن عباس أنه قال: صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود. وبهذا الحديث يقول الشافعي، وأحمد، وإسحاق.»

"اہل علم کا عاشوراء کے دن کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں: عاشوراء نواں دن ہے اور بعض کہتے ہیں: دسواں دن اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نو اور دس (محرم کو) روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا قول اسی حدیث کے مطابق ہے۔" (سنن ترمذی، تحت حدیث: ۷۵۵)

کیا عاشوراء کے روزے کے ساتھ محرم کی گیارہ تاریخ کا روزہ رکھا جا سکتا ہے (یعنی ۱۰ اور ۱۱)؟؟

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ عاشوراء کے روزے کے ساتھ ماہ محرم کی نو تاریخ کا روزہ ملانا ضروری نہیں بلکہ گیارہ تاریخ کو بھی رکھا جا سکتا ہے۔ (یعنی (۱۰) اور (۱۱) کا روزہ) اور ان کی دلیل یہ روایت ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول ﷺ نے فرمایا: «صوموا يوم عاشوراء, وخالفوا اليهود, صوموا قبله يوما, أو بعده يوما»
یوم عاشوراء کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو (لہذا) ایک دن پہلے یا بعد کا (بھی) روزہ رکھو۔" {مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ص ح، وصحیح ابن خزيمة ج ص ح، والسنن الكبري البيهقي: ج ص ح} . لیکن یہ روایت داؤد بن علی کی وجہ سے ضعیف ہے: "
علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے «رواية أحمد هذه ضعيفة منكرة من طريق داود بن على» کہا ہے۔ {نیل الأوطار: ج ص} .
شیخ الالبانی (م ۱۴۲۰ھ) نے «وهذا إسناد ضعيف» کہا ہے۔ {سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ فى الأمة: ج ص ح} .
شیخ زبیر علی زئی (م ۱۴۳۵ھ) اور شیخ حافظ ندیم ظہیر نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ {دیکھیے: مقالات الحدیث، تحقیق و نظر ثانی: حافظ زبیر علی زئی ص ۶۲۵، ماہنامہ الحدیث، شمارہ ۶۷ ص ۴۹} .
شیخ شعیب الارنؤوط (م ۱۴۳۸ھ) نے «إسناده ضعيف» کہا ہے۔ {مسند الإمام أحمد بن حنبل بتحقيق ج ص ح} .
الدکتور ماہر یاسین الفحل نے بھی «إسناده ضعيف» کہا ہے۔ {صحيح ابن خزيمة بتحقيق ج ص ح} .
لہٰذا اس روایت سے دس (۱۰) اور گیارہ (۱۱) محرم کو روزہ رکھنے کا استدلال درست نہیں ہے۔

خلاصہ: عاشوراء کا روزہ، محرم کی دسویں تاریخ کو ہوتا ہے اور اس کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھ کر یہودیوں کی مخالفت کرنا چاہیے۔ یعنی محرم کی نو اور دس تاریخ کو روزہ رکھنا چاہیے۔ یہی بات صحیح مسلم کی مرفوع روایات اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہوتی ہے۔

تزئین کار: ابوحنظلہ انس